احادیث کا ادبی رُخ

جناب محمد حسین ٹونکی صاحب

كَيْفَ أَنْعَمُ وَصَاحِبُ الصُّورِ قَدِ الْتَقَمَهُ وَأَصْغَى سَمْعَهُ
وَحَنَى جَبْهَتَهُ - يَنْتَظِرُ مَتَى يُؤْمَرُ بِالنَّفْخِ (ابوسعید خدری۔ ترمذی)

(ترجمہ) میں عیش و عشرت کی زندگی کیوں کر گزاروں درآنحالیکہ صاحب الصُّور صُور منہ میں لیے، کان لگائے اور پیشانی جھکائے منتظر ہیں کہ کب حکم الٰہی ہو اور وہ صُور پھونکیں۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا یہ ارشاد گرامی کیا صُورِ اسرافیل سے کچھ کم ہے۔ زندگی میں تہلکہ برپا کرنے والا، قیامت خیز اور اثر انگیز ارشاد ہے، عیش و طرب کے متوالوں اور خوابِ غفلت کے سرشاروں کو چونکانے کے لیے بجائے خود ایک ناقوس ہے۔

كَيْفَ أَنْعَمُ

"میں عیش و عشرت کی زندگی کیوں کر گزاروں"

یہ فعل کس قدر جامع ہے۔ یہ مشقت بھری حیاتِ طیبہ کی تصویر دکھاتا ہے۔ شعب ابی طالب میں قریش کے تین سالہ معاشرتی مقاطعہ کی تصویر، دارالندوہ میں مشورۂ قتل کے لیے قریش کے اجتماع کی تصویر اور پھر ابوجہل کی تجویز پر اتفاق رائے اور تحسین و آفرین کے غلغلہ کی تصویر۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی گرفتاری کے لیے سراقہ بن مالک کی پیش قدمی کی تصویر، اُس کے گھوڑے کے زمین میں دھنس جانے کی تصویر اور پھر اُسے کسریٰ کے کنگن پہنائے جانے کی تصویر، یہودیوں کی اذیتوں کی تصویر کہ کبھی کھانے میں زہر ملا رہے ہیں، کبھی جادو کر رہے ہیں،

کبھی عہد و پیمان توڑ رہے ہیں اور فتنہ و فساد پھیلا رہے ہیں۔ طائف کے بازار میں تبلیغ کے موقع کی خوننا بہ فشاں تصویر۔ اور غزوہ اُحد میں دندان مبارک کی شہادت کی خونچکاں تصویر۔ واقعات کی کتنی تصویریں (اَنْعَمَ) کے فعلِ واحد میں جمع ہیں۔

جنگ تو ہے ہی جان جوکھوں کا کام۔ ہر جنگ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑی یہ ثابت کر دیتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے سچے پیغمبر، ایک اعلیٰ و ارفع اور مکمل انسان، بہترین مدبر اور بہترین مصلح ہی نہیں تھے بلکہ بہترین سپہ سالار بھی تھے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے نظیر قیادت ہی کا نتیجہ تھا کہ مسلمانوں کی شکست فتح سے بدل جاتی تھی۔

کَیْفَ اَنْعَمُ کے فعل سے غزوات کی دلگداز زندگی بھی نمایاں ہے۔

غزوہ اُحد کی خصوصی تصویر ملاحظہ کیجیے۔

کوہِ اُحد لشکرِ اسلام کی پشت پر ہے۔ پچاس تیر اندازوں کو اُحد کے ایک ٹیلے پر ایسی جگہ کھڑا کیا گیا ہے جہاں سے وہ دشمن کے عقبی اقدام کو روک سکتے ہیں۔ اُنھیں چٹان کی طرح جمے رہنے، جگہ نہ چھوڑنے اور دشمن پر تیر اندازی کی ہدایت فرمائی گئی ہے۔ زیادہ بہادر اور مضبوط لوگوں کو اگلی صف میں رکھا گیا ہے تاکہ پچھلی صفوں کا حوصلہ اُن کے کارنامے دیکھ کر بلند رہے۔ حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم لشکر کی ہمت افزائی اور صبر و ثبات کی تلقین فرما رہے ہیں اور فتح و نصرت کا یقین دلا رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دستِ مبارک میں تلوار لے کر پوچھ رہے ہیں کہ اس کا حق کون ادا کر سکتا ہے۔ بے شمار ہاتھ اسے لینے کے لیے آگے بڑھے ہیں لیکن تلوار کسی کو نہیں دی گئی۔ ابودجانہؓ نے پوچھا۔ اس کا حق کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا حق یہ ہے کہ دشمن پر ایسی ضربیں لگائی جائیں کہ یہ ٹیڑھی ہو جائے۔ تلوار اُن کو دے دی گئی اور وہ اپنے سر پر سُرخ صافہ باندھ کر طمطراق کے ساتھ اکڑتے ہوئے صف سے نکل رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تبصرے کے طور پر فرما رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو سوائے ایسے موقعوں کے یہ غرور کی چال پسند نہیں ہے۔

پہلے مبارزطلبی ہوتی رہی۔ پھر عام جنگ شروع ہو گئی۔ وہ دیکھیے حضرت علیؓ، حضرت حمزہؓ اور حضرت ابودجانہؓ دشمن کی فوج میں جا گھسے ہیں اور کشتوں کے پشتے لگا رہے ہیں۔ دشمن کی

صفیں درہم برہم ہوگئی ہیں۔ ابودجانہؓ نے دیکھا کہ کوئی شخص مشرکین کو جوش دلا رہا ہے اور خود بھی حملہ کرنے والا ہے۔ ابودجانہ اس کا سر اُڑانے ہی والے تھے کہ پہچان گئے اور فرمایا۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کی توہین ہے کہ اس سے کسی عورت کا سر کاٹا جائے۔ قریش کی عورتیں ہند کی قیادت میں مقتولینِ بدر کا ماتم کرتی، دف بجاتی اور رجز خوانی کرتی ہوئی نکل رہی ہیں۔ بعض عورتیں اپنے اپنے غلاموں کو بیش بہا انعامات کا لالچ بھی دے رہی ہیں۔

حضرت حمزہؓ کی شہادت سے اگرچہ مسلمان غمزدہ ہیں، مگر وہ دشمن کی صفوں پر ٹوٹ پڑے ہیں اور صفوں میں افراتفری پھیل گئی ہے۔ مشرکوں کا بُت جو برکت کے لیے ساتھ لایا گیا تھا، گر پڑا ہے۔ مشرکین بدحواس ہو کر بھاگ رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کے تعاقب نے انہیں دُور تک پسپا کر دیا ہے۔

بیشتر تیر انداز امتثالِ امر سے غافل ہوگئے ہیں اور اپنی جگہ چھوڑ کر مالِ غنیمت جمع کر رہے ہیں۔ وہ دیکھو! نقشۂ جنگ ہی بدل گیا۔ فتح مبین شکست بن گئی۔ کامرانی ناکامی سے بدل گئی۔ سپہ سالارِ اعظم کی نافرمانی مسلمانوں کے لیے جلائے بے درماں بن گئی۔ خالد بن ولید کی پکار پر قریش کا مفرور اور ہزیمت خوردہ لشکر واپس آگیا ہے اور پوری شدت سے مسلمانوں پر حملہ آور ہوا ہے۔ ایسی افراتفری پھیلی ہے کہ مسلمانوں کی صفیں درہم برہم ہوگئیں۔

جاں نثاروں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیرے میں لے لیا ہے۔ صرف گنتی کے جاں نثار ہیں، جن میں حضرت علیؓ، حضرت ابوبکرؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت زبیر بن العوامؓ حضرت ابودجانہؓ اور حضرت ابوطلحہؓ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ یہ بڑی بہادری سے سینہ سپر ہیں۔ مشرکین کے وار روک رہے ہیں اور خود حملہ آور بھی ہیں۔ اُمِ عمارہ مشکیزہ پھینک کر اس شمعِ عالم افروز کے گرد پروانہ وار پھر رہی ہیں۔ وہ تیر بھی چلا رہی ہیں اور تلوار بھی۔ حضرت طلحہؓ تلواروں کے وار اپنے ہاتھوں پر روک رہے ہیں۔ ابودجانہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جھکے ہوئے ہیں اور دشمن کے تیر ان پر برس رہے ہیں۔ سعد بن ابی وقاصؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں کھڑے ہیں۔ اور مسلسل تیر اندازی کر رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو دندان مبارک بھی شہید ہوگئے ہیں۔ اور زرہ کی کڑیاں رخسار مبارک میں چبھ گئی ہیں۔

عظمتِ حُسن اندھیرے میں ہے اور عشق دار پر چڑھ چڑھ کر چراغ جلا رہا ہے۔

محبت کی تقدیر میں راحت و آرام کہاں ۔ یہ شعلے کی طرح بے تاب اور پروانے کی طرح سرگرداں رہتی ہے ۔ آپ خود اندازہ کیجیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانٹوں کے بستر پر ہیں یا پھولوں کی سیج پر۔ خاکستر گرم پر ہیں یا بسترِ نرم پر۔ کَیْفَ اَنْعَمُ کے فعل میں معرکۂ اُحد کی یہ خونچکاں تصویر سموئی ہوئی ہے۔

یہودِ مدینہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راحت و آرام کا قلع قمع کن کن طریقوں سے کیا ہے۔ اُن کی چند تصاویر ملاحظہ ہوں۔

شرانگیز اور فتنہ پرور یہودیوں نے لبید بن اعصم کے ذریعے آپ پر جادو کرایا ہے ۔ ایک مومی تصویر بنائی گئی ۔ اُس میں سوئیاں چبھوئی گئیں ۔ ایک ڈورا باندھا گیا جس میں گیارہ گرہیں دی گئیں ۔ پھر اسے ایک کنویں میں چٹان کے نیچے چھپا دیا گیا ۔ اس ساحری کا آپ پر صرف یہ اثر ہوا کہ آپ ناکردہ دُنیوی کاموں کی نسبت خیال کرنے لگتے تھے کہ کر چکے ہیں ۔ جادو کا یہ اثر چالیس روز تک رہا ۔ آپ نے صحت یابی کے لیے دُعا فرمائی ۔ فرشتوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جادو کی ساری تفصیل بتائی ۔ آپ کی ہدایت پر حضرت علیؓ اور حضرت عمار بن یاسرؓ نے کنویں سے برآمد کر کے یہ مومی تصویر بارگاہ نبوت میں پیش کر دی ۔ اِسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے سورۂ فلق اور سورۃ الناس نازل فرمائی ۔ ان کی ہر آیت کی تلاوت سے ایک ایک گرہ کھل گئی ۔ گڑی ہوئی سوئیاں نکل گئیں ۔ اور آپ صحت یاب ہو گئے ۔ صحابہ کرامؓ نے جادوگر کی سزا کا مطالبہ کیا تو رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی و اُمی) نے فرمایا ۔ "مجھے شفا ہو گئی ہے ۔ اب بدلہ لینے کی ضرورت نہیں"۔ کَیْفَ اَنْعَمُ کے جامع فعل میں یہود کے اس سازشی منصوبے کی درد انگیز تصویر چھپی ہوئی ہے۔

بنو نضیر نے قتل کے ایک تنازعہ میں دیت کا مسئلہ طے کرنے کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس آنے کی دعوت دی ہے ۔ اور خفیہ طور پر آپ کے قتل کا منصوبہ بنایا ہے ۔ آپ بلا خوف و خطر تنازعہ کا فیصلہ کرنے کے لیے تشریف لے آئے ہیں اور آپ کو ایک دیوار کے نیچے بٹھایا گیا ہے ۔ طے شدہ پروگرام کے مطابق عمرو بن حجاش دیوار پر

چڑھا بیٹھا ہے اور آپ پر پتھر کی چٹان گرانے ہی والا ہے کہ وحیٔ الٰہی نے آپ کو خبردار کر دیا ہے۔ اور آپؐ فوراً اُس جگہ سے ہٹ گئے ہیں۔ یہود کی اذیت کوشی اور منصوبۂ قتل کی یہ تصویر بھی کَیْفَ اَنْعَمُ کے فعل سے نمایاں ہو رہی ہے۔

بنی قینقاع کے یہودیوں نے معاہدہ شکنی میں پہل کی ہے۔ وہ کھُلم کھُلا مدینے میں بلوے اور بغاوتیں کر رہے ہیں۔ اور نقضِ امن کے مرتکب ہیں۔ اِسی دوران ایک مسلمان عورت بنی قینقاع کے بازار میں ایک سُنار کی دکان پر بیٹھی ہوئی ایک زیور بنوا رہی ہے۔ بے خبری کے عالم میں ایک شرانگیز یہودی نے پیچھے سے اُس کی قمیض پیٹھ تک کھول دی ہے۔ وہ دیکھیے عورت کھڑی ہوگئی ہے۔ اور بدنیّت یہودیوں کا ٹولہ اُس کی بے پردگی کا مذاق اُڑا رہا ہے۔ اس حیاسوز منظر کو دیکھ کر ایک مسلمان کی جبینِ غیرت پُرشکن ہوگئی ہے۔ اور اس نے شرانگیز یہودی کو قتل کر دیا ہے۔ اور یہودیوں نے مل کر اس غیور مسلمان کو شہید کر دیا ہے۔ یہودیوں کی اس شرارت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلوئے مبارک کو پھر درد آشنا کر دیا ہے۔ کَیْفَ اَنْعَمُ کے جملے کا کیمرہ یہ تصویر بھی دکھاتا ہے۔

بنی قریظہ کے یہودیوں اور مسلمانوں کے درمیان معاہدۂ صلح و دوستی موجود ہے مگر عہدشکن بنی قریظہ مشرکینِ عرب کو مدینہ پر حملہ آور ہونے کے لیے متواتر اُکسا رہے ہیں۔ اس کے نتیجے میں جنگ خندق واقع ہوئی ہے اور مکہ کے دس ہزار مشرکین نے مدینہ کا محاصرہ کر لیا ہے۔ اور بنی قریظہ نے مشرکین کی مدد کی ہے۔ جب اُنھیں معاہدے کی یاددہانی کرائی گئی تو وہ کہہ رہے ہیں "ہم نہیں جانتے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں اور معاہدہ کیا ہے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اُن کے اِس رویّہ کی اطلاع ہوئی تو فرمایا ۔ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ ۔ اور جب غزوۂ خندق میں مسلمان فتح یاب رہے اور لشکرِ اسلام شہر واپس آیا۔ اسی سہ پہر کو آپؐ نے حکم دیا کہ مسلمان ابھی ہتھیار نہ رکھیں اور فوراً روانہ ہو کر نمازِ عصر بنو قریظہ کے قلعوں کے سامنے پڑھیں۔ بنو قریظہ مقابلہ کے لیے قلعہ بند ہوگئے۔ پھر اس شرط پر ہتھیار رکھ دیے کہ سعد بن معاذؓ کو منصف مقرر کیا جائے۔ جو فیصلہ وہ کریں گے انھیں منظور ہوگا۔ یہودیوں کا خیال تھا کہ سعد بن معاذ اور اُن کے قبیلہ سے یہودیوں کی پُرانی دوستی رہی ہے۔ اس لیے

وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں بہت نرم فیصلہ دیں گے۔ مگر ان کی تدبیر اُلٹی ہو گئی۔

تدبیر کُند بندہ تقدیر زند خندہ

سعد بن معاذ نے کہا کہ میں فیصلہ توریت کے مطابق دوں گا۔ اور توریت کا قانون یہ ہے کہ لڑنے والے فسادی قتل کیے جائیں۔ انہوں نے یہ فیصلہ دیا اور اس فیصلہ کے مطابق چھ یا سات سو یہودی قتل کر دیے گئے۔ اگر بنو قریظہ کے یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منصف بناتے تو شاید اُن کی جان بچ جاتی۔

یہ ہیں یہودیوں کی فتنہ پردازیاں اور آستین کے پروردہ سانپوں کی زہر افشانیاں جنہوں نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے راحت و آرام کو مکدر کر رکھا تھا۔

اپنی مقراضِ تخیل سے صدیوں کے پردوں کو چاک کر کے دیکھیے۔ مدینہ کی جانب مغرب کوہستانی سلسلہ کے کنارے کنارے تقریباً سو میل کے فاصلہ پر خیبر کی سرسبز و شاداب وادی واقع ہے۔ یہ وادی یہود کی قوت و ثروت کا مرکز ہے اور چھ مضبوط قلعوں کے سبب زبردست جنگی اہمیت کی حامل ہے۔ اس کے قرب و جوار میں بنی غطفان کا زبردست قبیلہ آباد ہے، جس کی مختلف شاخیں بنی مُرّہ اور فزارہ وغیرہ مدینہ کے قریب تک پھیلی ہوئی ہیں۔ لوٹ مار کے شائق قبائل غطفان مدینہ کی چراگاہ پر حملہ کر کے اُونٹوں کو بھگا لے گئے ہیں۔ اُونٹوں کی حفاظت پر متعین حضرت ابوذرؓ کے بیٹے کو شہید کر کے اُن کی بیوی کو گرفتار کر لیا ہے۔ اِس جور و ستم اور نازک صورتِ حال کے پیشِ نظر سپہ سالارِ اعظم ﷺ سولہ سو صحابہ کرامؓ کے ہمراہ تیزی سے خیبر کی طرف بڑھے اور فوجِ اسلام کو قلعوں کے چاروں طرف پھیلا کر اِس انداز سے محاصرہ کیا ہے کہ قلعوں کا تعلق ایک دوسرے سے منقطع ہو گیا۔ پہلے حصنِ ناعم فتح ہوا۔ پھر دوسرے قلعے بھی زبردست کشت و خون کے بعد فتح ہوئے، لیکن حصنِ قموص (قلعۂ القموص) جو سردارِ یہود مرحب کا مسکن ہے، کسی طرح فتح نہیں ہو رہا ہے۔ اکابر صحابہ حملہ کر کے ناکام واپس آ رہے ہیں۔

غزوۂ خیبر میں فتح و نصرت اور عَلَم برداری کی سعادت نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے لیے

مقدر ہو چکی تھی ۔ علَم انہیں دیا گیا ہے ، فتح کی دُعا کی گئی ہے اور یوں ہدایت کی گئی ہے۔

اُدْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللهِ۔

مرحب بڑے طمطراق سے رجز پڑھتا ہوا فوج سے نکل رہا ہے اور نشۂ قوت سے سرشار ہو کر مبارز طلبی کر رہا ہے ۔ یہ پیلِ مست بھول گیا ہے کہ مقابلہ اُس شیرِ خدا سے ہے جس نے عمرو ابنِ عبدود جیسے پہلوانِ عرب اور عدوئے اسلام کو خاک و خون میں سُلا دیا تھا وہ دیکھیے، ذوالفقار کی بجلی چمکی ۔ ضربتِ حیدری کے کڑاکے سے فوج کے دل دہل گئے اور نقشہ ایسا بدلا کہ جیسے مرحب پیدا ہی نہ ہوا تھا ۔ یہودیوں میں بھگدڑ مچ گئی ہے ۔ وہ قلعہ کا پھاٹک بند کرنا چاہتے ہیں ، مگر زورِ یداللّٰہی نے دروازہ اُکھاڑ کر پھینک دیا ہے ۔ اور فوجِ اسلام قلعہ میں داخل ہو رہی ہے ۔ اس طرح چھ برس تک یہود نے جو آتشِ فتنہ و فساد بھڑکا رکھی تھی وہ غزوہ خیبر میں بُجھ گئی۔

یہودیوں کی تاریخ قتلِ انبیاء کے واقعات کی تاریخ رہی ہے ۔ اس تاریخی پس منظر کی موجودگی میں یہ بات تعجب خیز ہوتی ۔ اگر وہ جانِ کائنات کی جاں گدازی کی کوشش نہ کرتے۔

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُکھ بھری حیاتِ طیبہ کی ادنیٰ سی جھلک ہے ، جو کَیْفَ ؟ نَعَمْ کے فعل کی وضاحت میں دکھائی گئی ہے۔

(باقی آئندہ)